۸ محرم الحرام ۱۴۴۷ھ / 04 جولائی 2025ء

# امام حسین رضی اللہ عنہ

# کا

# ذکرِ مُدام، عالی مَقام اور مثالی پیغام


مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Account
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
You Tube Jamia Nizamia Rizvia Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

فَاَمَّا الزَّبَدُ فَیَذۡهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ ؕ کَذٰلِکَ یَضۡرِبُ اللّٰہُ الۡاَمۡثَالَ۔ [الرعد 17:13]

دُنیا میں بے شمار ایسی شخصیات پیدا ہوئیں جو اپنے وقت میں شہرت کی بلندیوں تک پہنچیں اور اُنھوں نے بین الاقوامی سطح پر علم و فن یا اقتدار و اختیار یا قوّت و طاقت کا لوہا منوایا، مگر اب اُن کا نام و نشان بھی باقی نہیں یا وہ فقط یادِ ماضی کا ایک حوالہ ہیں... اِس کے برعکس اِس دھرتی پر کچھ ہستیاں ایسی بھی رُونُما ہوئیں جنھوں نے حق کی سربلندی کے لیے وہ کام کیا کہ صدیاں بیت جانے کے بعد بھی دلوں پر اُن کا راج ہے اور اُن کے تذکرہ کے بغیر تاریخ کو اَدھورا تصوُّر کیا جاتا ہے۔ ایسے ہی روشن کردار رِجال میں سے ایک نمایاں نام نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول، امام عالی مقام سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ہے۔

اگرچہ امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ اور میدانِ کربلا میں آپ کی مثالی استقامت اِس لائق ہیں کہ اِن کی بنیاد پر آپ سے عقیدت رکھی جائے، مگر ہمارا نظریہ مُحبّت یہ نہیں، ہمارے پیار کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ آپ کی رگوں میں امام الانبیا ﷺ کا مقدّس خون دوڑتا ہے، باقی سب باتیں بعد میں ہیں؛ اِسی لیے ہم اپنے آقا کریم ﷺ کی آل و اصحاب کے ہر فرد سے محبّت کرتے ہیں۔

سِبطِ مصطفیٰ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا ذکرِ خیر ربّ تعالیٰ کو بھی پسند ہے اور سیدِ عالَم ﷺ کی بھی سنّتِ کریمہ ہے۔ آپ کے یومِ شہادت کی مناسبت سے محرم الحرام میں آپ کے تذکرۂ نور کے لیے بکثرت محافل کا انعقاد ہوتا ہے اور آپ کے فضائل و مناقب بیان کیے جاتے ہیں، بلاشبہ یہ عمل باعثِ برکت و رحمت ہے، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر آپ کے کردار سے راہ نمائی حاصل کر کے اُسے عملی زندگی کا حصہ بنایا جائے تو نور کی بارش مزید مُوسلا دھار ہو جائے اور ہماری زندگیوں میں حقیقی تبدیلی نظر آنے لگے۔ یعنی ہمیں تذکارِ سیدنا حسین کے ساتھ ساتھ افکار و کردارِ سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنانے کی بھی بے حد ضرورت ہے۔

فرعون سے یزید تک اور یزید سے صہیونی دہشت گردوں اور اُن کے سرپرستِ اعلیٰ ٹرمپ تک... سبھی ظالم یہ سمجھتے ہیں کہ "حق کی بنیاد طاقت ہے"، جس کے پاس طاقت ہے وہی حق پر ہے؛ اہلِ مغرب کا نظریہ ہے کہ مادّی طاقت ہمارے پاس ہے؛ لہٰذا حق وہی ہے جو ہم کہیں یا ہم کریں یا جو ہمیں قبول ہو... جب کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کا پیغام یہ ہے کہ "طاقت کی بنیاد حق ہے"، جو حق پر ہے وہ مادی اعتبار سے کمزور بھی ہو تو حقیقت میں طاقت وَر ہے اور باطل پرست مادی اعتبار سے قوّت والا بھی ہو تو درحقیقت کمزور ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے موقف کی سچائی کا اِظہار اِس بات سے ہوتا ہے کہ مادی قوّت، اسلحہ اور فوج یزید کے پاس تھی، مگر آج یزید نہیں ہے.. جب کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے تو نہتّا ہونے کے باوجود صدیاں گزرنے کے بعد بھی آپ زندہ و جاوید ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔

چنانچہ آج کے خطبہ میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے عالی مقام اور مثالی پیغام سے متعلق کچھ باتوں کا تذکرہ ہو گا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

# امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ... گلشنِ رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا مہکتا پھول

امام الانبیا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شانِ محبوبیت کا یہ عالَم ہے کہ جو شے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے منسوب ہو جائے ربِّ کریم اُسے بھی عزتوں سے نوازتا ہے، حتّٰی کہ ربِّ ذوالجلال نے قرآنِ مجید میں اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قدموں سے لگنے والی خاک کی بھی قسم ارشاد فرمائی ہے۔

اگر بارگاہِ ربّ العزّت میں خاکِ پائے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بھی قدر ہے تو وہ ہستیاں جن کی رگوں میں امام الانبیا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا خون دوڑتا ہے اور جو رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جگر پارے ہیں... ربِّ کریم کے حضور اُن کی عزت ووَجاہت کا کیا عالَم ہو گا!

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اولادِ اَمجاد کا اِعزاز واِکرام کئی احادیثِ کریمہ سے واضح ہوتا ہے۔ ایک ارشادِ نبوی ہے: فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّيْ، يَقْبِضُنِيْ مَا يَقْبِضُهَا وَيَبْسُطُنِيْ مَا يَبْسُطُهَا۔ یعنی "فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے، جو بات اُسے ناپسند ہو وہ مجھے بھی ناگوار ہوتی ہے اور جو اُسے پسند ہو اُس سے مجھے بھی مَسرّت ہوتی ہے۔"

مزید فرمایا: وَإِنَّ الْأَنْسَابَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَنْقَطِعُ غَيْرَ نَسَبِيْ وَسَبَبِيْ وَصِهْرِيْ۔[1] یعنی "یقیناً قیامت کے دن تمام نسب منقطع ہو جائیں گے (رشتہ داری کی محبتیں ختم ہو جائیں گی)، مگر میرا نسب بھی باقی رہے گا اور میرا سُسرالی رشتہ بھی قائم رہے گا۔"

(المستدرک علی الصحیحین، حدیث: 4747، امام حاکم وذہبی نے اِسے صحیح قرار دیا)

**اولادِ مصطفٰی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:** لوگوں کی ایک بڑی تعداد کو نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اولادِ امجاد میں سے فقط سیدتنا فاطمہ زَہرا اور حضراتِ حسنینِ کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہم کا ہی تعارف ہوتا ہے، حالانکہ سرورِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے تمام شہزادے اور شہزادیاں، جملہ نواسے اور نواسیاں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جگر پارے ہیں اور اُن کے قدموں سے لگنے والی خاک ہماری آنکھوں کا سُرمہ ہے۔ حصولِ رحمت وبرکت کے لیے اولادِ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمْ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ کا مختصر تعارف ذکر کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالٰی نے ہمارے آقا ومولا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو تین شہزادے عطا فرمائے:

1) سیدنا قاسم رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ آپ کی نسبت سے جانِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی کنیت "ابو القاسم" ہے۔ آپ اعلانِ نبوّت سے پہلے پیدا ہوئے اور بچپن میں ہی باغِ جنّت کی زینت بن گئے۔

2) سیدنا عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔ "طیّب" اور "طاہر" آپ کے القاب ہیں۔ آپ اعلانِ نبوّت کے بعد پیدا ہوئے اور بچپن میں ہی وصال ہو گیا۔

3) سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ آپ نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اولادِ امجاد میں سب سے آخری ہیں۔ ولادتِ مبارکہ ہجرت کے آٹھویں سال ہوئی اور چھوٹی عمر میں ہی دارِ فانی سے دائمی جنّت کو تشریف لے گئے۔

---

[1] یہ روایت متعدد صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے مختلف اسانید کے ساتھ مروی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: فتاوٰی رضویہ، ج: 23، ص: 233 تا 235

مصطفیٰ کریم ﷺ کی شہزادیوں کی تعداد چار ہے:

1) سید تنا زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی سب سے بڑی شہزادی ہیں۔ ولادتِ مبارکہ اعلانِ نبوّت سے دس سال پہلے ہوئی اور آٹھ ہجری کو مدینہ منوّرہ میں وصال فرمایا۔ آپ کا نکاح سیدنا ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا۔ اللہ کریم نے آپ کو ایک بیٹے اور ایک بیٹی سے نوازا، بیٹے کا نام حضرت علی بن ابو العاص ہے اور بیٹی کا نام حضرت اُمامہ بنت ابو العاص ہے، اِن کے ساتھ رحمتِ عالَم ﷺ بہت زیادہ پیار فرمایا کرتے تھے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

2) سید تنا رُقیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ آپ کی ولادتِ مبارکہ اعلانِ نبوّت سے سات سال پہلے ہوئی اور ہجرت کے دوسرے سال غزوۂ بدر کے موقع پر مدینہ شریف میں وصال ہوا۔ آپ کے شوہرِ نامدار امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اِس جوڑے نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی، پھر مدینہ منوّرہ کی طرف، یوں صاحبِ ہجرتَین ہوئے۔ آپ کو ایک بیٹا عطا ہوا، جس کا نام حضرت عبد اللہ رکھا گیا اور اِنہی کی نسبت سے سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ ہوئی۔

3) سید تنا اُمِّ کُلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ وصالِ سید تنا رُقیہ کے بعد نبیِ کریم ﷺ نے آپ کا نکاح بھی سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ کر دیا۔ آپ کا وصال ہجرت کے نویں سال ہوا۔

4) سید تنا فاطمہ زَہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ آپ نبیِ کریم ﷺ کی سب سے چھوٹی شہزادی ہیں۔ بارگاہِ الٰہی سے بھی آپ کو بے شمار اعزازات عطا ہوئے اور سرکارِ دوعالَم ﷺ بھی آپ سے بے حد محبّت فرماتے تھے۔ آپ کا نکاح ہمارے مولا سیدنا علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ہوا اور یہ خصوصیت ملی کہ آپ کی اولاد کا نسب اُن کے والدِ گرامی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بجائے اُن کے نانا جان امام الانبیا ﷺ سے ثابت ہے۔ بارگاہِ الٰہی سے آپ کو تین صاحب زادے عطا ہوئے: سیدنا حَسَن مجتبیٰ، سیدنا حسین سالارِ کربلا اور حضرت مُحَسِّن رضی اللہ عنہم... صاحب زادیوں کی تعداد بھی تین ہی ہے: سید تنا زینب، سید تنا اُمّ کلثوم اور سید تنا رُقیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ حضرات محسّن و رُقیہ بچپن ہی میں وفات پاگئے، جب کہ سید تنا اُمّ کُلثوم کا نکاح امیر المؤمنین فاروقِ اعظم سے ہوا اور سید تنا زَینب کی شادی سیدنا عبد اللہ بن جعفر سے ہوئی، رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ حضرت خاتونِ جنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہا سیدِ عالَم ﷺ کے وصالِ اقدس کے بعد فقط چھ ماہ بقیدِ حیات رہیں اور پھر جنّت البقیع میں آرام فرما ہو گئیں۔[1]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی شہزادی سید تنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ غَيْرُ مُعَذِّبِكِ وَلَا وَلَدِكِ۔ یعنی "فاطمہ! اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہاری اولاد کو عذاب سے محفوظ رکھے گا۔"

(المعجم الكبير، رقم الحديث: 11685۔ قال الهيثمي: رجالُه ثقاتٌ، مجمع الزوائد، تحت الحديث: 15198)

---

[1] اولادِ امجاد کا ذکرِ خیر راجح قول کے مطابق کیا گیا ہے۔ امام قسطلانی علیہ الرحمہ نے لکھا: وَالْأَصَحُّ أَنَّهُمْ ثَلَاثَةُ ذُكُورٍ وَالْأَرْبَعُ بَنَاتٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِنَّ، وَكُلُّهُمْ مِنْ خَدِيجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ إِلَّا إِبْرَاهِيمَ۔ (المواهب اللدنيّة بالمنح المحمديّة، المقصد الثاني، الفصل الثاني، ج:1، ص:479)

# نگاہِ صحابہ میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا عالی مَقام

آلِ رسولِ کریم ﷺ کے ساتھ مسلمان کا محبّت و تعظیم والا رشتہ اِس لیے ہوتا ہے کہ اُنھیں رحمتِ عالَم ﷺ کے ساتھ نسبت حاصل ہے، چنانچہ دل میں آقا کریم ﷺ کی تعظیم و تکریم جس قدر زیادہ ہوگی آلِ رسول کا احترام بھی اُتنا ہی زیادہ ہوگا۔

یہ بات بھی واضح ہے کہ تعظیمِ رسول ﷺ کا تعلق ایمان کے ساتھ ہے، ایمان جتنا پختہ ہو دل میں رسولِ کریم ﷺ کی عزت و حُرمت بھی اُسی قدر زیادہ ہوتی ہے۔

پوری اُمّت میں سب سے پختہ ایمان صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا ہے؛ اِسی لیے نبیِ کریم ﷺ کی تعظیم و تکریم میں بھی اُن کی شان سب سے نرالی ہے اور حضور ﷺ کی نسبت سے آپ کی اولادِ امجاد کے ساتھ عقیدت میں بھی وہ اُمّت کے پیشوا ہیں۔

آلِ رسولِ کریم کے ساتھ محبّت و تعظیم کے حوالے سے سیدنا صدیقِ اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے واقعات معروف ہیں، فی الحال دیگر دو صحابۂ کرام کا اندازِ عقیدت ذکر کرنا مقصود ہے۔

**سیدنا ابوہریرہ کی عقیدت:** ابو المُہَزَّم علیہ الرحمہ کہتے ہیں: ہم سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ ایک جنازے میں شریک تھے۔ جب واپس لوٹے تو امام عالی مقام سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھکاوٹ کی وجہ سے آرام لینے کے لیے ایک جگہ بیٹھ گئے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (موقع پا کر از راہِ عقیدت) اپنے کپڑے کے ساتھ امام عالی مقام سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں مبارک سے گرد جھاڑنے لگے۔

امام عالی مقام (بھی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کے قدر دان تھے، چنانچہ آپ) نے فرمایا: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! وَأَنْتَ تَفْعَلُ هٰذَا! یعنی اے ابو ہریرہ! آپ (جلیل القدر صحابی ہونے کے باوجود) بھی ایسا کر رہے ہیں؟ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں تاریخی جملہ کہا: دَعْنِيْ؛ فَوَاللهِ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مِنْكَ مَا أَعْلَمُ لَحَمَلُوْكَ عَلٰى رِقَابِهِمْ۔ یعنی مجھے پاؤں صاف کرنے دیجیے! ربِّ ذو الجلال کی قسم! اگر لوگوں کو آپ کے بارے میں وہ معلوم ہوتا جو مَیں جانتا ہوں تو وہ آپ کو اپنے کندھوں پر بٹھاتے (آپ کی ناز برداریاں کرتے)۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الترجمة: 1374، ج:6، ص:409، مکتبة الخانجي۔ تاریخ مدینة دمشق، ج:14، ص:180)

**سیدنا عبد اللہ بن عباس کی محبّت:** مُدرِک ابو زیاد علیہ الرحمہ کہتے ہیں: ہم سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے باغ میں تھے، اِس دوران سیدنا عبد اللہ بن عباس، سِبطِ مصطفیٰ سیدنا حسن مجتبیٰ اور سید الشہدا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف لائے، اُنھوں نے باغ کو دیکھا اور چکر لگایا، پھر پانی والے چھوٹے نالے کے کنارے تشریف فرما ہو گئے۔

سیدنا حسنِ مجتبیٰ نے مجھے فرمایا: يَا مُدْرِكُ! أَعِنْدَكَ غَدَاءٌ؟ یعنی مدرک! ناشتا تیار ہے؟ مَیں نے بتایا کہ روٹیاں پکائی ہوئی ہیں۔

آپ نے فرمایا: اِیْتِ بِہٖ۔ یعنی جو بھی دستیاب ہے لے آؤ! مُدرک کہتے ہیں: مَیں روٹی، کچھ نمک اور سبزی کے دو گچھے لے آیا۔ آپ نے اُس سے تناول کیا اور (باوجودیکہ یہ معمولی غذا تھی، مگر شکر ادا کرتے ہوئے کھانے کے بعد) فرمایا: یَا مُدْرِكُ! مَا أَطْيَبَ هٰذَا! یعنی مُدرِک! الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے کتنا اچھا ناشتا عطا فرمایا ہے!

پھر آپ کے خدّام آپ کے لیے تیار کردہ ناشتا لائے، اُس کی مقدار بھی زیادہ تھی اور معیار بھی اعلیٰ تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: يَا مُدْرِكُ! اجْمَعْ لِيْ غِلْمَانَ الْبُسْتَانِ۔ مدرِک! باغ کے تمام لڑکوں کو جمع کرو! وہ حاضر ہوئے تو آپ نے اپنا ناشتا اُنھیں عنایت فرمادیا اور خود اُس سے تناوُل نہیں کیا۔ مدرک کہتے ہیں: مَیں نے پوچھا: آپ نہیں کھائیں گے؟ فرمایا: ذَاكَ كَانَ أَشْهٰى عِنْدِيْ مِنْ هٰذَا۔ یعنی وہ نمک اور سبزی کے ساتھ روٹی مجھے اِس عمدہ کھانے سے زیادہ پسند ہے۔ (اگرچہ عمدہ کھانا منع نہیں ہے، مگر بڑے لوگ عیش پرستی سے دُور رہنے کے لیے سادگی کو ترجیح دیتے ہیں)

مدرک کہتے ہیں: کھانے سے فراغت کے بعد تینوں حضرات نے تازہ وُضو فرمایا۔ پھر سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سواری لائی گئی تو سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما (خادموں کی طرح) اُس کی رِکاب (پاؤں رکھنے کے لیے لگایا جانے والا تسمہ) تھام کر کھڑے ہوگئے اور امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سواری پر بٹھایا (جیسے ہمارے دَور میں نوکر چاکر گاڑی کا گیٹ کھولتے اور بند کرتے ہیں)۔ پھر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سواری لائی گئی تو بھی سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایسا ہی کیا۔

شہزادوں کی روانگی کے بعد حضرت مدرِک نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا: أَنْتَ أَكْبَرُ مِنْهُمَا، تُمْسِكُ لَهُمَا وَتُسَوِّيْ عَلَيْهِمَا؟ یعنی آپ کی عمر اُن سے زیادہ ہے، پھر بھی آپ نے خدّام کی طرح سواری کی رکاب تھام کر دونوں کو سوار کیا، اِس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا: يَا لُكَعُ! أَتَدْرِيْ مَنْ هٰذَانِ؟ هٰذَانِ ابْنَا رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ أَوَلَيْسَ هٰذَا مِمَّا أَنْعَمَ اللهُ عَلَيَّ بِهٖ أَنْ أُمْسِكَ لَهُمَا وَأُسَوِّيَ عَلَيْهِمَا؟ یعنی کم عقل! جانتے ہو یہ کون ہیں؟ یہ دونوں سرورِ عالَم ﷺ کے شہزادے ہیں، کیا یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے نہیں کہ مجھے اُن کی سواری کی رِکاب تھامنے اور اُنھیں سواری پر بٹھانے کی سعادت ملے!

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الترجمۃ: 1374، ج:6، ص:409، مکتبۃ الخانجی۔ تاریخ مدینۃ دمشق، ج:13، ص:239)

صحابۂ کرام ایمان کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے؛ اِسی لیے وہ نبیِ کریم ﷺ کی نسبتِ قرابت کا لحاظ کرتے ہوئے اہلِ بیتِ عِظام کے ساتھ حد درجہ عقیدت و محبّت رکھتے تھے۔ یوں ہی اہلِ بیتِ عِظام بھی کامل الایمان تھے اور وہ بھی آقا کریم ﷺ کے ساتھ نسبتِ صحابیت کا پاس رکھتے ہوئے صحابۂ کرام سے مثالی اُلفت و مَودّت رکھتے تھے۔ جو بدبخت یہ سمجھتے ہیں کہ اُن پاکیزہ ہستیوں کا آپس میں محبت واُلفت کا رشتہ نہیں تھا وہ حقیقت میں اُن کے ایمان کا درجہ ہی نہیں سمجھ پائے، اگر اُنھیں اِدراک ہوتا کہ صحابہ واہلِ بیت علیہم الرضوان... دونوں طبقات کا ایمان سب سے کامل ہے تو وہ اُن کی باہمی محبّت و تعظیم میں شک نہ کرتے۔

# امام حسین رضی اللہ عنہ کا مثالی پیغامِ حق پرستی

سید الشہدا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ محبّت وعقیدت ایمان کا حصہ ہے، مگر محبّت فقط یہی نہیں کہ آپ کا ذکرِ خیر کیا جائے اور آپ کے نام پر لنگر شریف تقسیم کر دیا جائے، بلکہ محبّت کا ایک اہم تقاضا یہ بھی ہے کہ آپ نے جس مقصد/Mission کے لیے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جانوں کا نذرانہ پیش کیا اُس مقصد کو بھی اپنا نَصْبُ الْعَین بنایا جائے۔

سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منوّرہ سے مکّہ مکرمہ اور پھر وہاں سے عراق کی طرف اِس لیے تشریف لے گئے تھے کہ اہلِ کوفہ نے آپ کو 100 سے زیادہ خط لکھے اور گزارش کی کہ آپ تشریف لائیں، ہم آپ کی بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حیاتِ مبارکہ میں آپ نے کوفہ جانے سے صاف انکار کیا اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر مکمل اعتماد کا اِظہار فرمایا،[1] تاہم جب یزید نے حکومت سنبھالی اور ظلم کا دَور شروع ہوا تو امامِ عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ اگر روزِ قیامت اہلِ کوفہ نے بارگاہِ الٰہی میں کہا: ہم تو شہزادۂ والاشان کو دعوت دیتے رہے تھے کہ آپ تشریف لائیں، ہم آپ کی قیادت میں ظلم کا خاتمہ کریں گے اور اسلامی نظام نافذ کریں گے، مگر اُنھوں نے ہماری درخواست کو قبول نہیں کیا تھا... تو مَیں ربّ تعالیٰ کو کیا جواب دوں گا؟

امام عالی مقام رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے تو کئی صحابۂ ذی شان علیہم الرضوان نے آپ کو منّت سماجت کر کے روکنے کی کوشش کی؛ کیونکہ وہ حضرات جانتے تھے کہ کوفی بے وفا ہیں، وہ محبت کا دم بھرتے ہیں، مگر مشکل وقت میں ساتھ نہیں دیں گے۔ امامِ عالی مقام رضی اللہ عنہ بھی یہ بات اچھی طرح جانتے تھے، مگر آپ کی رائے تھی کہ اگر کوفہ والوں کی درخواست پر نہ جاؤں تو ربّ تعالیٰ کے حضور کیا جواب دوں گا؟ لیکن اگر چلا جاؤں اور وہ بے وفائی کریں تو زیادہ سے زیادہ جان جائے گی، مگر شہادت پا کر بارگاہِ الٰہی میں سرخرو ہو جاؤں گا۔ چنانچہ آپ اپنے گھر والوں اور خُدّام سمیت 82 افراد کے ہمراہ کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔

جب کوفہ پہنچے اور اہلِ کوفہ نے بے وفائی کرتے ہوئے اسلحہ کے زور پر آپ کو شہر میں داخل ہونے سے روک دیا تو آپ اپنے رُفقا کے ہمراہ قریبی مقام کربلا کی طرف روانہ ہو گئے۔ یزیدی فوج کا آپ سے ایک ہی مطالبہ تھا کہ یزید کی بیعت کر لیں، یعنی شریعت کی خلاف ورزیوں، ظالمانہ نظام اور طاقت کی حاکمیت کو قبول کر لیں، مگر امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے اِس سے انکار کیا اور نہ صرف خود شہادت سے سرفراز ہوئے، بلکہ تمام خاندان کو بھی قربان کر دیا۔

سوچیے! مدینہ منوّرہ میں نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہنا اور مسجدِ نبوی میں امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلّٰی پر کھڑے ہو کر امامت کروانا کتنی بڑی سعادتیں تھیں! نیز اہلِ مدینہ اور دُنیا بھر سے آنے والے زائرین کی عقیدتوں کا مرکز رہنا اور یزیدی حکومت کے ساتھ ساز باز

---

[1] وَكَانَ أَهْلُ الْكُوفَةِ يَكْتُبُونَ إِلَى حُسَيْنٍ يَدْعُونَهُ إِلَى الْخُرُوجِ إِلَيْهِمْ فِي خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ، كُلَّ ذٰلِكَ يَأْبَى۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الطبقة الخامسة، ج:6، ص:422، مكتبة الخانجي۔ تاريخ مدينة دمشق، ج:14، ص:205۔ سير أعلام النبلاء، ج:3، ص:293)

کر کے بھاری نذرانے وصول کرنا بھی ممکن تھا... مگر امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے راہِ عزیمت کو اختیار کیا اور قیامت تک کے لیے اُمّتِ مسلمہ کو یہ سبق دیا کہ شریعت کی خلاف ورزی، ظالمانہ نظام اور طاقت کی حاکمیت کو کبھی قبول نہ کرنا... اگر اسلامی نظام نافذ کرنے اور ظلم کو ختم کرنے کے لیے جان بھی دینی پڑے تو ہزار سعادت سمجھتے ہوئے راہِ خدا میں جان لُٹا دینا۔

فرعون سے یزید تک... اور یزید سے صہیونی درندوں تک... ہر دَور کے طاقت وَر ظالموں نے یہی سمجھا تھا اور اب بھی سمجھتے ہیں کہ ظلم و جَبر اور اسلحہ و اقتدار کی بنیاد پر حق کا راستہ روکا جاسکتا ہے اور حق والوں کو مٹایا جاسکتا ہے، مگر صدیاں گزرنے کے باوجود امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تذکرۂ خیر میں تسلسل سے اِضافہ اور یزیدیّت کی دائمی ذلّت بتاتی ہے کہ ربِّ قدیر ہمیشہ بالآخر حق کو ہی غلبہ عطا فرماتا ہے اور حق والوں کا ہی چرچا باقی رکھتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ۔ "(بارش کے پانی پر جھاگ بھی ہوتا ہے) جھاگ تو ضائع ہو جاتا ہے اور وہ (پانی) جو لوگوں کے لیے نفع بخش ہے وہ زمین میں باقی رہتا ہے، اللہ یوں ہی مثالیں بیان فرماتا ہے۔" [الرعد 17:13] آیتِ کریمہ میں حق و باطل کی مثال ہے کہ حق کو دبانے کی جتنی بھی کوشش کر لی جائے وہ باقی رہتا ہے اور باطل کا کتنا ہی زور و شور کیوں نہ ہو، بالآخر وہ مٹ جاتا ہے... جو خوش نصیب دین کی سربلندی کے لیے کام کرے اور حق کے فروغ کا ذریعہ بنے ربّ تعالیٰ اُس کا ذکر ہمیشہ باقی رکھتا ہے اور باطل پرَوروں کا نام و نشان بھی ختم ہو جاتا ہے۔

**لمحۂ فکریہ:** سِبطِ مصطفیٰ سید الشہدا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یومِ شہادت کی مناسبت سے ہمیں اپنے کردار کا جائزہ لینا چاہیے، اِس سے اندازہ ہو گا کہ ہم کتنے پختہ "حسینی" ہیں:

⇐ بارگاہِ الٰہی میں جواب دہی کا احساس امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منوّرہ کی پُر نور فضاؤں اور پُر سکون ہواؤں سے کربلا کے تپتے صحرا تک لے گیا تھا... کیا ہمیں بھی یہ فکر ہے کہ ہم نے رب تعالیٰ کے حضور اپنے اعمال کا جواب دینا ہے؟

⇐ شہزادۂ والا شان نے حق کی سربلندی کے لیے سب کچھ قُربان کر دیا تھا... ہم نے دین کی خدمت کے لیے کیا کچھ کیا ہے؟

⇐ امام حسین رضی اللہ عنہ کا مقصد / Mission یہ تھا کہ حکومت نااہل کو نہیں ملنی چاہیے، بلکہ یہ امانت اُسی کے سپرد کی جائے جو اِس کے تقاضے پورے کر سکتا ہو... کیا ہم الیکشن میں ووٹ دیتے ہوئے اِس بات کا خیال رکھتے ہیں؟

⇐ سید الشہدا رضی اللہ عنہ نے ظلم کا ساتھ دینے سے انکار کیا اور اِس کی پاداش میں شہادت سے سرفراز ہوئے... آج غزّہ میں ہونے والے بدترین ظلم سے متعلق اُمّت کس کے ساتھ کھڑی ہے اور ظلم روکنے کے لیے کیا کر رہی ہے؟

بقولِ اقبال علیہ الرحمہ ہمارا حال یہ ہے کہ:

قافلۂ حجاز میں، ایک حسین بھی نہیں — گرچہ ہے تاب دار ابھی گیسوئے دِجلہ و فرات

# حرفِ آخر: محرم الحرام اور ذکرِ امام عالی مقام

ماہِ محرم الحرام کو جہاں انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلَوٰتُ وَالتَّسۡلِیۡمَات سے کئی نسبتیں ہیں، وہاں صحابۂ کرام اور اہلِ بیتِ عِظام علیہم الرضوان کی متعدّد یادیں بھی اِس سے وابستہ ہیں۔ نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یومِ شہادت بھی محرم میں ہی ہے؛ اِسی مناسبت سے اِس مہینے میں صحابہ واہلِ بیت، خصوصًا امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ کا کثرت سے تذکرہ کیا جاتا ہے۔

امامِ عالی مقام سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکرِ خیر ربِّ کریم جلّ جلالہٗ کو محبوب ہے، نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی سنت ہے اور ایمان کی ترقّی کا ذریعہ ہے۔ آج کے خطبہ میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ سے متعلق چند باتوں کا تذکرہ ہوا۔ کچھ اہم نکات یہ ہیں:

- ہم سرورِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی ہر نسبت کا احترام کرتے ہیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی تمام اولادِ اَمجاد سے عقیدت کو اپنے لیے ذریعۂ نجات سمجھتے ہیں،
  - امام الانبیا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کے تینوں شہزادے: حضرت قاسم، حضرت عبد اللہ اور حضرت ابراہیم
  - جانِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی چاروں شہزادیاں: سیدتنا زینب، سیدتنا رُقیّہ، سیدتنا اُمِّ کُلثوم اور سیدتنا فاطمہ زَہرا
  - آپ ﷺ کے پانچوں نواسے: حضرت علی بن ابو العاص، حضرت عبد اللہ بن عثمان، حضرت مُحَسِّن اور حسنَیۡنِ کریمَیۡن بنینِ علی
  - اور رحمتِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی چاروں نواسیاں: حضرت اُمامہ بنتِ ابو العاص اور سادات زینب ورُقیّہ واُمِّ کُلثوم بناتِ علی

  بلکہ پوری نسلِ پاک نورٌ علیٰ نور ہے۔ امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے کہا:

  تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا  تُو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانا نور کا

- آلِ نبی سے عقیدت رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کے ساتھ محبّت کا ثَمَر و نتیجہ ہے؛ لہٰذا جس قدر محبّتِ رسول میں ترقّی ہوگی اُسی قدر آلِ نبی کے ساتھ پیار بھی زیادہ ہوگا۔ سب سے کامل ایمان صحابہ واہلِ بیت کا ہے، اِسی لیے محبّتِ رسول میں بھی اُن کی شان سب سے اعلیٰ ہے اور رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی نسبتوں کے احترام میں بھی اُن کا انداز سب سے نرالا ہے۔ اُن کی آپس میں اُلفت ہماری سوچ سے بھی بلند ہے۔ جو بدنصیب یہ سمجھتا ہے کہ اُن میں باہمی محبّت وعقیدت کا رشتہ نہیں تھا وہ بڑا جاہل اور مقامِ صحابہ واہلِ بیت سے بے خبر ہے۔
- صحابہ واہلِ بیت علیہم الرضوان کا تذکرہ یقینًا باعثِ رحمت وبرکت ہے، مگر فقط اُن کا نام لینا اور اُن کے پیغام کو چھوڑ دینا درست نہیں، ہمیں چاہیے کہ سچے محبّ بنیں اور اپنی زندگیوں کو اُن کی مُبارک سیرتوں کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں۔
- امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حق کو سربلند کرنے اور باطل کو مٹانے کے لیے مال وجان اور رُفقاء وخاندان... سبھی کو قربان کر دیا۔ ہمیں بھی چاہیے کہ دل وجان سے دین کی خدمت کریں اور ہمیشہ حق کا ساتھ دیں۔
- یزید حکومت کا اہل نہیں تھا تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی قیمت پر اُس کی بیعت نہیں کی، حسینیوں کو بھی چاہیے کہ اپنے امام کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے صرف اہل افراد کو ہی ووٹ دیا کریں۔

❖ محرم الحرام میں ذکرِ صحابہ واہل بیت کے حوالے سے چند باتوں کالحاظ رکھنا چاہیے:

- صرف اُنہی روایات کو بیان کیا اور سنا جائے جو مستند ہیں، دین کے اُصولوں کے مطابق ہیں اور محتاط علمانے اُنھیں اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ جھوٹی روایات بیان کرنا اور سننا حرام ہے۔[1] ایسی باتیں بیان کرنا اور سننا جن سے عوام کے عقائد خراب ہوں اور بھی زیادہ زہرِ قاتل ہے۔(فتاوٰی رضویہ،ج:24،ص:514،رضافاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور،ملخصًا)
- تذکرۂ شہادت سے مقصود غم پروری، بناوٹ اور رونا دھونا ہو تو یہ نیت شریعت میں پسندیدہ نہیں، تاہم اگر اہلِ بیت کے فضائل ومناقب سے متعلق صحیح روایات بیان کی جائیں اور ضمناً اُن کے صبر واستقامت کا ذکر کرنے کے لیے شہادت کو بیان کیا جائے اور محبّت کے تقاضے سے بے اختیار آنسو آجائیں تو حرج نہیں۔(فتاوٰی رضویہ،ج:24،ص:515/487،ملخصًا)

❖ یومِ عاشورا(دس محرم)بہت فضیلت کا حامل ہے۔سیدنا ابو قتادہ حارِث بن رِبعی رضی اللہ عنہ نے سرکارِ دوعالم ﷺ سے روایت کیا: وَصِيَامُ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهٗ۔ یعنی "مجھے اللہ کی رحمت سے اُمّید ہے کہ وہ دس محرم کا روزہ رکھنے پر گزشتہ ایک سال کے (صغیرہ) گناہوں کو معاف فرمادے گا۔(صحیح مسلم، حدیث:1162)ایک سال کے صغیرہ گناہ معاف ہوجائیں گے اور صغیرہ نہ ہوئے تو کبیرہ میں تخفیف ہوجائے گی۔دوسری حدیثِ پاک کے مطابق یہودیوں کے ساتھ مشابہت سے بچنے کے لیے 10 محرم کے ساتھ 9 یا 11 کا روزہ بھی رکھنا چاہیے۔

❖ ہمارے معاشرے کا المیہ ہے کہ اِس عظمت وفضیلت والے مہینے میں نوحہ، سوگ، امام حسین رضی اللہ عنہ کا فقیر بن کر مانگنا، جو تانہ پہننا، تعزیہ بنانا وغیرہ متعدد بے ہودہ، خلافِ شرع رسمیں رائج ہیں اور کئی قسم کے جاہلانہ خیالات پائے جاتے ہیں، حالانکہ اِن سب کاموں سے شریعتِ مطہرہ نے منع فرمایا ہے۔(دیکھیے فتاوٰی رضویہ،ج:24،ص:488،رضافاؤنڈیشن)

❖ محرم الحرام کے ابتدائی دنوں میں تین رنگوں کا لباس ہرگز نہ پہنا جائے:

i. سیاہ، یہ سوگ کی علامت ہے اور رافضیوں کا طریقہ ہے۔
ii. سبز، یہ تعزیہ داروں کا طریقہ ہے۔
iii. سُرخ، یہ خارجیوں کا طریقہ ہے۔

(فتاوٰی رضویہ،ج:22،ص:185۔بہارِ شریعت،ج:3(الف)،ص:416، مکتبۃ المدینہ،ملخصًا)

---

[1] واقعہ کربلا سے متعلق چند جھوٹی روایات جاننے کے لیے مطالعہ کریں کتاب "چند واقعاتِ کربلا کا تحقیقی جائزہ"، از عبد مصطفٰی محمد صابر قادری

اللہ تعالیٰ سالارِ کربلا سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے تمام رُفقا کے درجات بے حد بلند فرمائے! اور ہمیں آپ سمیت سرکارِ دوعالَم ﷺ کی ہر نسبت کے ساتھ سچی محبّت کی توفیق سے نوازے۔

خالقِ کائنات ہمیں بھی امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے حق پسندی کی توفیق سے نوازے! اور خدمتِ دینِ اسلام کی سعادت سے بہرہ مند فرمائے!

مالکِ لم یزل جلّ مجدہٗ اہلِ غزّہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی دادرَسی فرمائے!

ربِّ کریم پاکستان سے دہشت گردی اور فتنہ وفساد کا مکمل خاتمہ فرمائے! اور وطنِ عزیز کے جملہ اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ بنائے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!